# غزل

پیری میں کیا جوانی کے موسم کو روئیے
اب صبح ہونے آئی ہے ، اک دم تو سوئیے

اخلاصِ دل سے چاہیے سجدہ نماز میں
بے فائدہ ہے ورنہ جو یوں وقت کھوئیے

کس طور آنسوؤں میں نہاتے ہیں غم کشاں
اس آبِ گرم میں تو نہ انگلی ڈبوئیے

اب جان جسمِ خاک سے تنگ آ گئی بہت
کب تک اس ایک ٹوکری مٹی کو ڈھوئیے

آلودہ اُس گلی کے جو ہوں خاک سے تو میرؔ
آبِ حیات سے بھی نہ وے پاؤں دھوئیے

(انتخاب کلامِ میر، ڈاکٹر مولوی عبدالحق)



# مشق

ا۔ درست الفاظ کا انتخاب کریں۔

(ا) ہر شعر میں.......... مصرعے ہوتے ہیں۔
- دو
- چار
- تین
- پانچ

(ب) غزل کے پہلے شعر کو.......... کہتے ہیں۔
- ردیف
- بیت الغزل
- مقطع
- مطلع

(ج) غزل کے.......... میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔
- مطلع
- مقطع
- درمیان
- آغاز

(د) میر کو.......... کہا گیا۔
- خدائے سخن
- بابائے اردو
- بلبلِ ہند
- اردو غزل کا باوا آدم

(ہ) غزل کے تمام اشعار کا.......... مفہوم ہوتا ہے۔
- الگ الگ
- ایک
- متضاد
- مبارک

(و) میر کی غزل کا بنیادی موضوع.......... ہے۔
- غم
- شک
- خوشی
- حُسن

۲۔ کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے، کیا کر چلے

میر کی غزل کے اس مقطع کی تشریح کریں نیز یہ بھی واضح کریں، کہ اس میں علم بیان کی کون سی خوبی پائی جاتی ہے؟

۳۔ مندرجہ ذیل مصرعوں کے ساتھ دوسرا مصرع لگا کر شعر مکمل کریں۔

(ا) فقیرانہ آئے صدا کر چلے
(ب) وہ کیا چیز ہے آہ جس کے لیے
(ج) دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا
(د) پرستش کی یاں تک کہ اے بت تجھے
(ہ) کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میر

۴۔ میر کی شاعرانہ خصوصیات پر نوٹ لکھیں۔

**غزل کی تعریف:**

غزل کا لفظ عربی زبان کا ایک مصدر ہے۔ جس کے معنی ''کاتنا'' (چرخے پر روئی سے سُوت ''دھاگہ'' بنانا) ہے۔
ادب کی رُو سے غزل کے معنی ہیں عورتوں سے باتیں کرنا، عورتوں کے حُسن جمال کی تعریف کرنا۔
غزل نظم کی ایسی صنف ہے جس میں عشق ومحبت (حقیقی ومجازی) کا ذکر ہوتا ہے۔
غزل کے کم از کم اشعار کی تعداد پانچ اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

# خواجہ میر درؔد

پیدائش: ۱۷۲۰ء | وفات: ۱۷۸۵ء

خواجہ میر درد دِلّی میں پیدا ہوئے۔ گو تصوف کے مضامین اُردو کے بیشتر شعرا نے باندھے ہیں لیکن اِن میں جو تکمیلی شان دردنے پیدا کی ہے، وہ انھی کا حصہ ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوفی تھے۔ دردؔ قلبی واردات کے اظہار کے لیے جن الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ الفاظ بنے ہی اس مقصد کے لیے ہوں۔ دردؔ کی صوفیانہ شاعری وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے فلسفوں کا خوب صورت امتزاج پیش کرتی ہے۔ خواجہ میر درد تصوف کے فلسفیانہ مضامین کو جس بے ساختگی اور سادگی سے بیان کرتے ہیں، وہ اُنھیں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اُن کی غزل میں تغزل صرف تصوف کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ دردؔ کے ہاں عشق اور تصوف ایک دوسرے سے الگ نہیں بلکہ باہم مربوط ہیں۔ انھوں نے محاورہ اور روزمرہ کثرت سے استعمال کیا اور نہ صرف غزل کی تہذیبی روایت پیدا کی بلکہ اسے ارتقا کے اگلے زینے پر چڑھنے کا راستہ بھی دکھایا۔ اُردو شاعری کو دردؔ نے ایک ہی مجموعۂ کلام (دیوان درد) دیا ہے لیکن معیار کے اعتبار سے وہ اتنا بلند پایہ ہے کہ اسے کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور جس نے دردؔ کو غزل گو شعرا کے صفِ اوّل میں کھڑا کر دیا ہے۔

تصانیف: شمع محفل، آہ سرد، نالۂ درد، واردات، دردِ دل اور علم الکتاب